اشاعت اوّل

یادگار اسلاف حضرت مولانا محمد عُبید اللہ المفتی القاسمی صاحب مدظلہم کی

یادگار خانقاہ امدادیہ اشرفیہ میں تشریف آوری اور عارفِ ثانی حضرت ڈاکٹر عبد المقیم صاحب مدظلہم سے مُلاقات پر فرمودہ ارشادات

المرتب

ابوحماد محمد عبید اللہ ساجد

بن حضرت مولانا محمد عبد اللہ ارشد رحمہ اللہ تعالیٰ

خلیفہ مجاز

زین الصوفیاء پیرِ طریقت حضرت اقدس شاہ ڈاکٹر عبد المقیم صاحب دامت برکاتہم

خانقاہِ اشرفیہ اختریہ مُقیمیہ

فاروقہ ضلع سرگودھا 0301/0335-6750208

ehyaussunnah@gmail.com

www.ehyaussunnah.blogspot.com

ایک یادگار مجلس

......(ارشاداتِ حضرت قاسمی مدظلہم)......

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَصَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا

۸؍محرم الحرام ۱۴۳۰ھ بمطابق ۵؍جنوری ۲۰۰۹ء بروز سوموار تقریباً ساڑھے گیارہ بجے دن ’’یادگار خانقاہ امدادیہ اشرفیہ‘‘ (بالمقابل چڑیا گھر، شاہراہِ قائدِاعظم، لاہور) میں زین الصوفیاء مخدومی ومرشدی حضرتِ اقدس شاہ ڈاکٹر عبدالمقیم صاحب دامت برکاتہم وعمّت فیوضہم اپنی مسند شریف پر تشریف فرما تھے کہ اچانک بقیۃ السلف مخدوم العلماء حضرت مولانا محمد عبید اللہ المفتی القاسمی مدظلہٗ (مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور) حضرت ڈاکٹر صاحب مدظلہم سے ملاقات کے لیے تشریف لائے۔ حضرت مہتمم صاحب مدظلہم گاہے گاہے خانقاہ عالیہ میں تشریف لاکر رونق بخشتے ہیں۔ یہ ملاقات تقریباً ایک گھنٹہ جاری رہی۔ حضرت کے لیے خانقاہ کے برآمدہ میں دھوپ میں بیٹھنے کے لیے جگہ بنادی گئی، حضرت تشریف فرما ہوئے۔

حضرت ڈاکٹر صاحب مدظلہم: حضرت! چائے؟

حضرت مہتمم صاحب مدظلہم: ؎

میں نظر سے پی رہا تھا تو یہ دل نے بددعا دی

تیرا ہاتھ زندگی بھر کبھی جام تک نہ پہنچے

تھوڑی دیر میں چائے تیار ہوگئی۔ اس دوران حضرت ڈاکٹر صاحب مدظلہم نے فرمایا کہ: حضرت مولانا کی باتیں ریکارڈ کرلو۔ حضرت مہتمم صاحب نے منع فرمادیا۔ اور لکھنے کا عرض کیا گیا، تو حضرت نے سختی سے روک دیا (بعد میں یہ باتیں حافظہ کی بناء پر لکھی گئی

تھیں)۔

اور ارشاد فرمایا کہ: یہ بُجھا ہوا دِل ہے، کہیں یہ صفحے ہی نہ بجھ جائیں۔ حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بادشاہ نے دعوت نامہ بھیجا، اس پر حضرت امیر خسرو نے اپنے دل سے مشورہ کیا کہ جانا چاہیے یا نہیں؟ مگر دل نے ''نہ'' میں جواب دیا، حضرت امیر خسرو نے دعوت نامہ کی پشت پر ایک شعر لکھ کر بادشاہ کو ارسال فرمایا۔

در مجلس خود راه مده هم چو منے را
که افسرده دل افسرده کند انجمنے را

جس کا ترجمہ یہ ہے: ''مجھے اپنی دعوت میں مت بلاؤ، بلکہ یہ راہ بھی نہ دِکھلاؤ کہ یہ بُجھا ہوا دِل ہے، آ گیا تو کہیں تمہاری مجلس ہی نہ بجھ جائے''۔

ارشاد فرمایا: بادشاہوں کے مزاج بہت خراب ہوتے ہیں، انکار پر نقصان ہو سکتا ہے۔ اگر مزاج اچھا ہے تو گالیاں دو تو واہ واہ کرتے ہیں، اور غصہ میں ہوں تو اچھی بات پر ڈانٹ دیتے ہیں۔

اسی دوران خانقاہ کے اندر دستر خوان لگا دیا گیا، تو حضرت ڈاکٹر صاحب مدظلہم نے عرض کیا کہ: اندر تشریف لے چلیں۔ تو فرمایا کہ: ''جلوت'' کے مزے بھی لے لیے، اب ''خلوت'' کے مزے بھی لے لیں۔ پھر حافظ حسن محمود کا ہاتھ پکڑ کر ایک شعر پڑھا اور فرمایا کہ یہ تمہارے لیے ہے۔

تو نے کہا تو ہم مَر گئے تو نے کہا تو ہم جی اُٹھے
تیرے اشاروں پہ چل رہے ہیں ظالم اور کیا کریں

تشریف فرما ہونے پر چائے پیش کی گئی، جس پر حضرت مہتمم صاحب مدظلہم نے فرمایا: ہم موحّد ہیں چائے میں چینی ملا دو (ایک چمچ چینی)۔ پھر حضرت ڈاکٹر صاحب مدظلہم سے مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ: چائے پیو، یہ آنکھیں پھاڑ کر ہمیں دیکھ رہی ہے۔

آگے حضرت مہتمم صاحب مدظلہم کے ارشادات جو مجلس میں ہوئے، قلمبند کرتا ہوں:

ارشاد فرمایا: ڈاکٹر صاحب! یہ سارا فیض ''حضرت تھانوی قدس سرہٗ'' کا ہے۔

ارشاد فرمایا: والد صاحب (حضرت مولانا مفتی محمد حسن نور اللہ مرقدہٗ بانی جامعہ اشرفیہ لاہور وخلیفۂ مجاز حکیم الامت حضرت تھانوی قدس سرہٗ) حضرت تھانوی قدس سرہٗ کی مجلس میں کبھی نہیں بولے، جو بات ہوتی تھی خط کے ذریعے پوچھتے تھے، مجلس میں چپ رہتے تھے۔ لیکن ایک مرتبہ بولے، تو خوب بولے، فرمایا:

''اللہ کریم فرماویں کہ ایک طرف جنت ہے اور دوسری طرف حضرت تھانوی کی مجلس ہے، آپ کیا پسند فرماویں گے؟'' تو حضرت والد صاحب نے فرمایا: ''میں تو حضرت تھانوی کی مجلس کو پسند کروں گا''۔ جس پر حضرت تھانوی قدس سرہٗ نے ذرا دیر کے بعد فرمایا: 'آپ کو ایسا ہی سمجھنا چاہیے (بات دراصل یہ ہے کہ شیخ مرید کو ہر زاویہ سے دیکھتا ہے کہیں مرید کے اندر عُجب تو نہیں)۔

حضرت تھانوی کا یہ ارشاد فرمانا کہ ''آپ کو ایسا ہی سمجھنا چاہیے''، کیونکہ مقابلہ اپنے شیخ اور جنت کا نہیں، بلکہ مقابلہ تو ''اللہ کریم اور جنت'' کا ہے، جنت تو انعام ہے اور شیخ اللہ کریم سے ملانے کا ذریعہ ہے، اس لیے انتخاب شیخ کا کیا ہے۔

ارشاد فرمایا: حضرت تھانوی قدس سرہٗ کی مجلس میں ایک مجذوب تشریف رکھتے تھے، تو مجلس کے دوران مجذوب نے بلند آواز فرمایا: ''آج مجلس میں نورانیت محسوس نہیں ہو رہی''، کیونکہ حضرت والد صاحب مجلس میں موجود نہیں، اس پر حضرت تھانوی قدس سرہٗ نے فرمایا کہ میں بھی محسوس کر رہا ہوں۔

ارشاد فرمایا: حضرت تھانوی قدس سرہٗ کی مجلس میں حضرت مولانا خیر محمد جالندھری (رحمۃ اللہ علیہ، بانی جامعہ خیر المدارس ملتان وخلیفۂ مجاز حکیم الامت حضرت تھانوی قدس

سرہٗ) موجود تھے، حضرت تھانوی قدس سرہٗ نے فرمایا کہ: بعض بدعتی ایسے ہوں گے جن کو اللہ کریم معاف فرما کر جنت میں داخل فرماویں گے۔ اس پر حضرت جالندھری نے عرض کیا کہ: حضرت! پھر ہمارا بدعتی کو بدعتی کہنا فضول ہے۔ ذرا دیر بعد حضرت تھانوی قدس سرہٗ نے فرمایا کہ مولانا تم بڑے...... میں نے اللہ کریم کا ''ضابطہ'' نہیں بتایا، بلکہ ''معاملہ'' بتایا ہے، یہ وہ بدعتی ہوں گے جن کے عمل میں اخلاص ہوگا۔

ارشاد فرمایا: والدہ نے ایک مرتبہ میرے متعلق شکایت کا خط حضرت والد صاحب کو لکھا، حضرت والد صاحب ان دنوں حضرت تھانوی قدس سرہٗ کے ہاں رمضان کا عشرۂ اَخیر گزارنے تھانہ بھون گئے ہوئے تھے۔ لکھا: آپ تو اپنے شیخ کی گود میں جا کر بیٹھ جاتے ہو اور یہاں عبید اللہ شرارتیں کرتا ہے، مجھے تنگ کرتا ہے۔ یہ خط والد صاحب نے حضرت تھانوی قدس سرہٗ کی خدمت میں پیش کیا، اس پر حضرت تھانوی قدس سرہٗ نے فرمایا کہ: ''عبید اللہ دوڑتے بھاگتے عالم بن جائے گا''۔

ارشاد فرمایا: میں شدید بیمار ہو گیا، والدہ بہت متفکر ہو گئیں، رشتہ دار جمع ہو گئے۔ والد صاحب کے چہرہ پر تفکر کے اثرات نہ تھے۔ والد صاحب کتاب اٹھا کے شام گھر آئے تھے۔ والدہ صاحبہ نے والد صاحب سے پوچھا: تمہیں عبید اللہ کی فکر نہیں ہے؟ والد صاحب نے فرمایا: ''میرے شیخ (حضرت مجدد الملّت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ) نے دعا دی تھی کہ عبید اللہ بھاگتے دوڑتے عالم بن جائے گا، ابھی یہ عالم تو بنا نہیں، فوت کیسے ہوگا؟''

ارشاد فرمایا: حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق حضرت تھانوی قدس سرہٗ نے فرمایا کہ: ''اگر دینِ اسلام میں کوئی کمی ہوتی، تو اللہ کریم حضرت مولانا انور شاہ کشمیری کو مسلمان پیدا نہ کرتے''۔ حضرت کشمیری کی ہر کجی پر نگاہ ہوتی تھی۔

ارشاد فرمایا: حضرت مولانا انور شاہ کشمیری ہمارے گھر تشریف فرما تھے، حضرت والد صاحب سے فرمایا: عبید اللہ کو ملاؤ۔ اس وقت میں چھوٹا تھا، شرارتی تھا، اس وجہ سے والد

صاحب کو جھجک محسوس ہو رہی تھی، اس وجہ سے والد صاحب نہیں لاتے تھے کہیں شرارت نہ کرے۔ جس پر حضرت مولانا انور شاہ کشمیری نے سختی سے فرمایا: ضرور لاؤ۔ تو اب والد صاحب نے خوب سمجھا بُجھا کر کہ شرارت نہیں کرنی، لے آئے اور مجھے حضرت کشمیری کی گود میں بٹھا دیا اور میں بڑے سکون سے بیٹھا تھا۔ اتنے میں حضرت کشمیری نے فرمایا کہ: مفتی صاحب! بچہ کہاں ہے؟ والد صاحب نے فرمایا: حضرت! بچہ آپ کی گود میں ہے۔ میں خاموشی سے بیٹھا تھا، جس پر حضرت کشمیری نے فرمایا کہ: ''یہ تو آپ کا بھی باپ لگتا ہے، بچہ نہیں لگتا''۔ اس بات پر سب ہنس پڑے۔

ارشاد فرمایا: والد صاحب کو تراویح میں قرآن سنایا، منزل خوب یاد تھی، کوشش بھی یہ تھی کہ پورے قرآنِ پاک میں غلطی نہ آئے۔ پہلے تو کوئی غلطی نہ آئی، آخری پارہ کی سورۂ اخلاص میں غلطی آ گئی، جس پر والد صاحب بہت خوش ہوئے، فرمایا کہ: ''تیرے عُجب کا اللہ کریم نے علاج فرما دیا''۔

ارشاد فرمایا: والد صاحب نے کسی ساتھی سے فرمایا کہ: عبید اللہ قرآنِ پاک حلق سے پڑھتا ہے، دُعا کرو اس کو دِل سے پڑھنا نصیب ہو جائے۔

ارشاد فرمایا: والدہ نے ایک مرتبہ میری پٹائی کر دی، میں کواڑ بند کر کے (کمرے کا دروازہ بند کر کے کنڈی لگا دی) صبح سے شام تک کمرے کے اندر رہا، نہ کچھ کھایا اور پیا۔ شام کو والد صاحب گھر تشریف لائے تو والدہ نے سارا قصہ سنا دیا، اب والد صاحب نے دروازہ کھٹکھٹایا، میں نے پوچھا: کون؟ جواب آیا: آپ کے ابو! میں نے دروازہ کھولا، والد صاحب نے شفقت فرمائی اور ایک شعر پڑھا ؂

سارا عالم گر خفا ہو پروا نہ چاہیئے
سب گوارا ہے مزاجِ یار گر برہم نہ ہو

ارشاد فرمایا: والد صاحب فرمایا کرتے تھے: قرآن پڑھنا آسان، یاد کرنا آسان،

یاد رکھنا مشکل اور اس پر عمل کرنا اس سے بھی مشکل۔ جو شخص (عمداً) پڑھ کر بھلا دے، جہنم میں جائے گا،......الخ۔

حضرت مہتمم صاحب مدظلہم نے حضرت ڈاکٹر عبدالمقیم صاحب مدظلہم سے فرمایا کہ: ہمیں کچھ عنایت فرماویں۔ تو حضرت ڈاکٹر صاحب مدظلہم نے ''زادُ السعید اور درُود شریف'' کی جیبی سائز کتابیں پیش فرمائیں، تو فرمایا: ڈاکٹر صاحب! آپ میرے بڑے قریبی دوست ہیں، اگر نہیں دیں گے تو میں چھین لوں گا، کیونکہ قرآنِ کریم جن رشتے داروں سے (یعنی ان کی اجازت کے بغیر) چھیننے کی اجازت دیتا ہے ان میں خاص دوست بھی شامل ہیں، اس لیے آپ سے چھیننے کا حق رکھتا ہوں۔

آخر میں خانقاہ عالیہ اور حضرت ڈاکٹر صاحب مدظلہم اور دیگر احباب کو خوب دعائیں دیں، تقریباً بارہ بج کر پینتیس منٹ پر واپسی ہوئی۔ مجلس برخواست ہوئی تو کھڑے ہوئے، فرمایا کہ:

''میرا نام حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ نے رکھا تھا۔ فرمایا کہ: محمد عبید اللہ اس لیے رکھا کہ پہلے ''محمد'' آخر میں ''اللہ'' اور ان دونوں کے درمیان چھوٹا سا بندہ ''عبید''۔

یہ کون آیا کہ دھیمی پڑ گئی لَو شمع محفل کی
پتنگوں کے عوض اُڑنے لگیں چنگاریاں دل کی

احقر ابو حماد محمد عبید اللہ ساجد

(ابن حضرت مولانا محمد عبداللہ ارشد رحمہ اللہ تعالیٰ)

خادم الطلبہ مدرسہ احیاء السنہ

خطیب و امام مسجد حنفیہ اشرف المدارس، فاروقہ ضلع سرگودھا

۲۹/ذی قعدہ ۱۴۳۵ھ مطابق ۲۵/ستمبر ۲۰۱۴ء، یوم الخمیس

مختصر تعارف یادگارِ اسلاف حضرت مولانا محمد عُبید اللہ المفتی القاسمی صاحب مدظلہم کا

اس مختصر تعارف کا اضافہ حضرت قاری محمد عبید اللہ ساجد صاحب مدظلہٗ کی اجازت سے احقر (محمد ارمغان ارمان) نے کیا ہے، کیونکہ معرفت سے محبت اور محبت سے منفعت زیادہ بڑھ جاتی ہے۔

آپ مخدوم الامت حضرت مولانا مفتی محمد حسن امرتسری رحمہ اللہ تعالیٰ (بانی جامعہ اشرفیہ لاہور وخلیفہ مجازِ بیعت حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ) کے سب سے بڑے صاحبزادے ہیں۔ ۱۳۴۶ھ کے قریب ''امرتسر'' (بھارتی پنجاب کے ایک شہر) میں پیدا ہوئے۔ آپ نے ۹ سال کی عمر میں قرآنِ مجید حفظ کیا، ابتدائی کتابوں کے بعد کافیہ سے آخر تک تمام کتابیں اپنے والد ماجد سے پڑھیں، بعد ازاں اعلیٰ تعلیم مرکز علومِ اسلامیہ ''دارُالعلوم دیوبند'' میں حاصل کی، جہاں شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنی، شیخ المنطق والفلسفہ حضرت مولانا ابراہیم بلیاوی، شیخ الادب حضرت مولانا اعزاز علی، مفتیِ اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع اور حضرت مولانا نافع گل رحمہم اللہ تعالیٰ جیسی عبقری شخصیات وعظیم اساتذہ سے علمِ حدیث حاصل کیا اور اپنے تمام اساتذہ کے منظورِ نظر رہے۔ آپ کو یہ بھی شرف حاصل ہے کہ قرآنِ پاک ختم ہونے پر ابتدائی کتابوں کی بسم اللہ اور کتب صحاح اوّل وآخر سے جامع المجدّ دین حضرت تھانوی قدس سرہٗ نے تبرکاً پڑھائیں۔

فراغت کے بعد اپنے والد صاحب کی سرپرستی میں مدرسہ نعمانیہ میں درس و تدریس کا آغاز کیا، تقسیم ملک کے بعد پاکستان آگئے اور کچھ عرصہ تک کاروبار کیا۔ پھر والد صاحب کے حکم پر کاروبار چھوڑ کر ۱۹۴۹ء میں جامعہ اشرفیہ میں درس وتدریس شروع کی۔

آپ بچپن ہی میں حکیم الامت حضرت تھانوی قدس سرہٗ سے بیعت ہوگئے تھے اور کئی سال حضرت کی خدمت میں تھانہ بھون حاضری کا شرف بھی حاصل رہا۔ آپ حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی رحمہ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ مجازِ بیعت ہیں۔ المختصر آپ پاکستان کے نامور عالمِ دین، قاری، مدبّر ومایہ ناز مدرس، جامعہ اشرفیہ لاہور کے مہتمم، اکابر واسلاف کی یادگار، نہایت متواضع، خاموش طبع اور خوش اخلاق ہیں۔